رسول اللہ ﷺ کی سواریاں اور ان کی عصری معنویت

حافظ زاہد لطیف *

رسالتمآب ،شاہ دو جہاں ، سید الکونین والثقلین ﷺ اس کائنات کے رہبر و رہنما کی حیثیت سے مبعوث کئے گئے۔آپ کی زندگی کا ہر گوشہ اہل ارض کے تمام تر مسائل کے حل کے ضمن میں کافی وشافی اور کامل واکمل نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔خوش نصیبی کی حد کمال ہے ہر وہ ذات خواہ وہ انسانوں میں سے ہو،حیوانوں یا چرند پرند میں سے جسے آپکی مصاحبت یا تعلق نصیب ہوا جسے آپ کی رویت یا لمس حاصل ہوا۔ عظیم المرتبت ہے وہ ذات جس کی ہمنوائی پا کر دواب الارض بھی خوشی سے ہنہنا اٹھتے وہ کہ جس کی رحمۃ للعالمینی کا یہ عالم کہ جس کی آمد پر وحوش الارض بھی قدم بوس ہوتے یہ جانتے ہوئے کہ رحمتوں کے والی کی رحمت فقط انسانوں تک ہی محدود نہیں جس کی رافت ورحمت کا دریا ہر خاص و عام کو سیراب کر ڈالتا ہے جس کی آدمیت کی معراج بھی سدرۃ المنتہیٰ ہے اس عظیم پیغمبر کی سواریوں کے احوال پر یہ علمی و تحقیقی شذرہ پیش خدمت ہے کہ جن جانوروں کی پشتیں رحمت عالم کا بوجھ سہارتیں رہیں۔

انسان کی زندگی کا بہت سا انحصار جانوروں پر ہے اللہ رب العزت نے انسانوں کے لئے جانوروں کو کثیر الفوائد بنایا ہے۔قرآن عزیز میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۔وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ(۱)

اور چوپایوں کو بھی اسی نے پیدا کیا۔ان میں تمہارے لیے اسباب گرمی اور بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو اور جب شام کو انہیں (جنگل سے) لاتے ہو اور جب صبح کو چرانے لے جاتے ہو تو ان سے تمہاری عزت وشان ہے اور (دور دراز) شہروں میں جہاں تم زحمتِ شاقّہ کے بغیر پہنچ نہیں سکتے وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں۔کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار نہایت شفقت والا اور مہربان ہے۔

نبوی ذرائع آمدورفت اور جدید ترقی

آنجناب علیہ السلام کے دور میں عمومی ذریعہ سفر گھوڑا،اونٹ ،خچر اور گدھا ہی تھے مگر فتن کی احادیث میں مستقبل میں بعض دیگر ذرائع آمدورفت کی بھی خبر ملتی ہے چنانچہ صحیح ابن حبان میں ارشاد ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔سیکون فی أخر امتی رجال یرکبون علیٰ سروج کاشباہ الرحال(۲)

میری امت کے آخری دور میں ایسا زمانہ آجائے گا کہ لوگ ایسے تختوں پر سفر کریں گے جو سواریوں سے ہی مشابہ ہوں گی گویا موڈ آف ٹریولنگ میں تبدیلی کی واضح خبر دی گئی ہے۔نہ صرف یہ بلکہ ایک حدیث میں تو بالتصریح آپ نے موٹر گاڑیوں کی خبر دی ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے امام حاکمؒ نے اسے نقل کیا ہے۔ارشاد ہے:

سیکون أخر ھذہ الامۃ رجال یرکبون علی المیاثر فقلت لابی وماالمیاثر قال سروجا عظیما(۳)

اب یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ لامحالہ میاثر کا لفظ عربوں میں اس مقصد کے لیے عموما مستعمل نہیں تھا تبھی تو

---

* اسسٹنٹ پروفیسر ،شعبہ علوم اسلامیہ ،انجینئرنگ یونیورسٹی،لاہور ، پاکستان۔

اس پر استفسار کیا گیا اور پھر اہم نکتہ یہاں یہ بھی ہے کہ ٹ کی جگہ عربی میں ث اور ت بھی استعمال ہوتا ہے جسے اگر اردو میں بدلا جائے تو میاثر کا واحد موثر ہوا جو ٹ کی تبدیلی سے موٹر بنا۔

سواری کی دعا

آنجناب علیہ السلام نے جہاں انسانیت کو رب کریم کی نعمتوں کے حصول پر شکر گذاری کے کلمات کہنے سکھائے وہیں خالق کائنات نے بھی امت اسلام کو اس بات کی بھی تلقین کی کہ جب وہ کسی بھی جانور پر سوار ہوں تو اپنے بزرگ و برتر خدا کا ان کلمات میں ذکر کریں:

سبحٰن الذی سخر لنا ھٰذا وما کنا له مقرنین- وانا الیٰ ربنا لمنقلبون (۴)

پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم تو اس پر قابو پانے والے نہ تھے اور بے شک ہم اپنے پروردگار کی طرف ہی لوٹائے جانے والے ہیں۔

نبی مہربان نے تو اس کے ساتھ بامر الٰہی کچھ دعایئہ کلمات بھی سکھائے ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کچھ یوں ہے:

اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفة فی الاھل اللھم انی اعوذبک من وعثاء السفر وکابة المنظر وسوء المنقلب فی المال والاھل(۵)

نبی مہربان کی سواریاں

براق۔آنجناب علیہ الصلاۃ والسلام کی معجزانہ مشہور سواریوں میں سے ایک ہے۔ جسکی پشت آپ کی مکرم تشریف آوری سے خلائق ارض و سما کی زیارت کے لئے فیض یاب ہوئی۔

براق برق سے مشتق ہے بمعنیٰ بجلی یعنی بادلوں میں چمکتی روشنی جیسا کہ حدیث میں پل صراط سے متعلقہ حدیث میں موجود ہے فمنھم من یمر کالبرق الخاطف (۶) ”ان میں سے کچھ ایسے ہوں گے جو پل صراط سے چمکتی بجلی کی مانند گزریں گے“ اور قرآن میں بھی برق انہی معنوں میں مذکور ہے یکاد البرق یخطف ابصارھم (۷)

احمد طاہر الزاوی (متوفی ۷۷) نے ترتیب القاموس المحیط علیٰ طریقة مصباح المنیر واساس البلاغة میں لکھا ہے:

دابة رکبھا رسول اللہ ﷺ لیلة المعراج وکانت دون البغل وفوق الحمار (۸)

براق کی صراحت کے ضمن میں علما مختلف فیہ ہیں راجح اور صحیح موقف جو صحیح بخاری میں موجود ہے وہ یوں ہے:

انه دابة دون البغل وفوق الحمار ابیض یضع خطوه اقصیٰ طرفه(۹)

یہی صفت اسکے نام کی وجہ تسمیہ ہے جس پر آپ علیہ السلام معراج کی رات سوار ہوئے بعض اہل علم کے بقول براق پر آپ سے قبل دیگر انبیا بھی سوار ہوئے بالخصوص حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے صاحبزادے کی زیارت کے لئے اسی پر سوار ہو کر مکہ جایا کرتے تھے اور ہاجرہ و اسمٰعیل کو اسی پر سواری کرتے ہوئے کعبۃ اللہ کے قریب چھوڑا تھا مگر ان اقوال پر کوئی قوی سند موجود نہیں۔اسی طرح بعض اہل علم کے مطابق یہ کوئی جانور نہیں بلکہ معراج کے موقع پر ہے وجود بخشا گیا۔(۱۰)

صحیح ابن حبان میں مذکور ہے۔ جبریل امین علیہ السلام نے جونہی آپ کو براق پر سوار کرنا چاہا تو وہ ہنہنایا تو فرمایا:

یا براق اما تستحیی فما رکبک عبد قبل محمد اکرم علی اللہ منه(۱۱)

”اے براق کیا تمہیں شرم نہیں آتی تجھ پر تو آج سے قبل کوئی ایسا انسان سوار نہیں ہو جو اللہ کے نزدیک محمد سے زیادہ باعزت ہو۔“

مستدرک حاکم کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جبریل نے آپ کو اپنے پیچھے بطور ردیف سوار کر لیا۔ (۱۲) جبکہ ابن حبان اور نسائی کی روایات بتلاتی ہیں کہ جبریل اور رسول کریم ﷺ دونوں سوار تھے یہ تصریح نہیں کہ کون مقدم تھا اور کون ردیف (۱۳)۔ کمال الدین الدمیری (متوفی ۸۰۸ھ) نے حیات الحیوان میں نقل کیا ہے کہ براق کے خچر اور گھوڑے کی درمیانی شکل میں ہونے کا سبب اس بات کا اظہار تھا کہ صاحب البراق امن وسلامتی کا سفیر تھا نہ کہ حرب وقتال کا۔ (۱۴)

اس معاملے میں بھی بعض اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ آیا براق پر یہ سفر آسمانوں کی پہنائیوں تک تھا یا کہ براق کا سفر فقط زمین تک ہی محدود تھا تو صحیح اور راجح موقف یہی ہے جو احادیث میں صراحتا بیان ہوا ہے کہ جبریل نے بیت المقدس پہنچ کر ایک چٹان میں انگلی مار کر سوراخ کیا اور اسکے ساتھ براق کو باندھا (۱۵) امام کمال الدین الدمیری (متوفی ۸۰۸ھ) اس ضمن میں ایک اور منفرد حدیث لائے ہیں جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ صالحؑ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اسکا دودھ صاحب ایمان لوگوں کو پلائیں گے پوچھا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ آپ اس روز عضبا پر ہوں گے تو فرمایا عضبا پر میری بیٹی فاطمہ ہو گی جبکہ میں اس روز براق پر سوار ہوں گا اسی کے ساتھ مجھے انبیا پر فوقیت دی جائیگی (۱۶)

اونٹنیاں

ان خوش بخت اونٹنیوں کے احوال زیر بحث آئیں گے جن کی مبارک پشتیں آپ کے وزن سے فیض یاب ہوئیں ان میں مشہور قصویٰ، عضبا اور جدعا اور صہبا تھیں۔

ا۔ قصویٰ

آپؐ کی مشہور زمانہ اونٹنیوں میں سے تھی جس پر آپ نے ہجرت فرمائی۔ قصویٰ سے مراد ہے مقطوعة طرف الاذن۔" وہ جانور جس کا کان ایک طرف سے کٹا ہو "المقصاة من الابل التی شق من اذنھا شیئ ثم ترک معلقا (۱۷) "یعنی وہ اونٹنی جس کے کان کا کچھ حصہ کٹا ہو پھر اسے معلق چھوڑ دیا گیا ہو"

سفر ہجرت میں قبا میں قیام کے بعد آپ نے جونہی مدینہ کی راہ لی تو جس گلی محلّہ سے گزرتے لوگ آپکی اونٹنی قصویٰ کی نکیل پکڑ لیتے آپ فرماتے اسے چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے چنانچہ اونٹنی وہاں پر پہنچ کر رکی جہاں آج مسجد نبوی ہے لیکن آپ نیچے نہ اترے قصویٰ پھر اٹھی اور کچھ دور تک گئی پھر مڑ کر دیکھنے کے بعد پلٹ آئی اور اپنی پہلی جگہ پر بیٹھ گئی اب آپ نیچے تشریف لائے یہ محلّہ آپکے ننھیال بنو نجار کا تھا بنو نجار نے آپ کو اپنے پاس ٹھہرانے کے لئے عرض معروض کرنا شروع کر دی حضرت ابوایوب انصاریؓ نے آگے بڑھ کر آپکا کجاوہ پکڑ لیا اور اپنے گھر لے چلے اس پر آپ نے فرمایا آدمی اپنے کجاوے کے ساتھ ہے ادھر حضرت اسعد بن زرارہؓ نے قصوٰی کی نکیل پکڑ لی اور وہ انہی کے پاس رہی (۱۸)

سفر حدیبیہ میں بھی آپ قصویٰ پر ہی سوار تھے جونہی ثنیۃ المرار پہنچے تو اونٹنی بیٹھ گئی لوگوں نے کہا حل حل یعنی اسے اٹھانے کے کوشش کرتے رہے مگر وہ نہ ہلی لوگ کہنے لگے قصویٰ اڑ گئی ہے آپ نے فرمایا قصویٰ اڑی نہیں نہ یہ اسکی عادت ہے اسے اس ذات نے روک رکھا ہے جس نے ہاتھی کو روک رکھا تھا پھر آپ نے اسے ڈانٹا تو وہ اچھل کھڑی ہوئی (۱۹)

۲۔ عضباء

رسول اللہؐ کی ایک دوسری سواری جو آپکے زیر استعمال رہتی تھی وہ عضبا نامی اونٹنی تھی۔ اسی کا دوسرا نام جدعا تھا جیسا کہ کمال الدین دمیری (متوفی ۸۰۸ھ) نے نقل کیا ہے۔ (۲۰) مگر حافظ ابن القیم (متوفی ۷۵۱ھ) نے اس پر اختلاف ذکر کیا ہے (۲۱)۔ لفظ عضبا کی تعریف صاحب قاموس المحیط نے یوں کی ہے

الناقة المشقوقة الاذن- ومن اذان الخيل: التى جاذ القطع ربعها- ولقب ناقة النبیﷺ(۲۲)-

''کان کٹی اونٹنی یا گھوڑے کو عضبا کہا جاتا ہے کہ جس کا چوتھائی کان کٹا ہو اور یہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا لقب بھی تھا''

علامہ ابن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ) نے لکھا ہے

والعضباء اسم ناقه النبی ﷺ واسم لها علم وليس من العضب الذى هو الشق فى الاذن انما هو اسم لها سميت به وقال الجوهرى هو لقبها ،قال ابن الاثير: لم تكن مشقوقة الاذن وقال بعضهم انها كانت مشقوقه الاذن والاول اكثر وقال الزمحشرى ناقة عضباء : وهى القصيرة اليد(۲۳)

''عضبا رسول کریم ﷺ کی سواری کا نام تھا اور یہ نام فقط پہچان کے لئے تھا نہ کہ اس لئے کہ وہ کان کٹی تھی امام جوھریؒ فرماتے ہیں یہ اسکا لقب تھا ابن اثیرؒ فرماتے ہیں کہ وہ کان کٹی نہ تھی اگرچہ بعض نے ایسا ہی لکھا ہے مگر اول الذکر کے قائلین زیادہ ہیں زمحشری کا موقف ہے عضبا کان کٹی اونٹنی کو کہا جاتا جسکے ہاتھ بھی چھوٹے ہوں''

عضبا بنیادی طور پر بنو عقیل کے آدمی کی ملکیت تھی یہ رسول اللہ ﷺ کی ملکیت میں کیسے داخل ہوئی اس ضمن میں ایک تفصیلی روایت امام ابو داود (متوفی ۲۷۵ھ) سے مروی ہے

''حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں عضبا بنو عقیل کے ایک آدمی کے پاس تھی اور یہ حجاج کی سواریوں میں سب سے سبک رفتار تھی چنانچہ وہ آدمی قید کر لیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے روبرو پیش کیا گیا اس نے کہا محمد ﷺ آپ نے مجھے کیوں گرفتار کیا اور اس اونٹنی کو بھی جو کہ حجاج کی سواریوں میں سب سے تیز رفتار ہے تو فرمایا ہم نے تجھے تیرے حلفاً بنو ثقیف کے جرم میں پکڑا ہے کہ جنھوں نے ہمارے دو آدمیوں کو گرفتار کیا ہے اس نے کہا اے محمد ﷺ میں مسلمان ہو چکا ہوں تو آپ نے فرمایا اگر یہ بات تو اسوقت کہتا جب تو اپنے نفس کا مالک تھا تو تو کامل فلاح پا جاتا وہ بولا محمد ﷺ میں بھوکا ہوں اور پیاسا ہوں تو فرمایا یہ تیری حاجت ہے (جو پوری کی جائے گی) بعد ازاں اسے دو آدمیوں کے عوض چھوڑ دیا گیا اور رسول اللہ نے اسکی سواری عضبا کو اپنی سواری کے لئے روک لیا اس کے بعد مشرکین نے مدینہ کے باہر چرتے جانوروں پر حملہ کیا اور عضبا کو بھی بھگا لے گئے ان کے ساتھ ایک عورت بھی قید کر لی گئی وہ رات کو اسے اونٹوں کے باڑے میں چھوڑ دیتے ایک رات ان پر نیند طاری ہوئی وہ عورت خاموشی سے فرار ہونے لگی وہ جس اونٹ پر بھی ہاتھ رکھتی وہ بلبلا اٹھتا بالآخر اس نے عضبا پر ہاتھ رکھا تو اسے نرم خو اور سفر کی عادی پایا وہ سوار ہوئی اور نذر مانی کہ اگر اللہ نے اسے نجات دی تو وہ اس اونٹنی کو بالضرور ذبح کر دے گی چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچی تو عضبا پہچان لی گئی آپ نے اس عورت کو بلوایا تو اس نے آپ کو اپنی نذر کے متعلق بتلایا آپ نے فرمایا تو نے اسے بہت برا بدلہ دیا اللہ نے اسے اس اونٹنی کے ذریعے نجات دی اور یہ اسے نحر کرنے چلی ہے اور فرمایا لا وفاء لنذر فى معصية الله ولا فيما لا يملك ابن أدم''(۲۴)

عضبا اپنی سبک رفتاری کے باعث اغلباً گھمنڈی بھی تھی چنانچہ امام بیہقی سنن الکبریٰ میں حدیث لائے ہیں:

''عضبا سے آگے کوئی جانور نہ نکل پاتا ایک روز ایک اعرابی آیا اور اس کی اونٹنی عضبا سے آگے جا نکلی یہ بات مسلمانوں پر شاق گزری تو آپ نے لوگوں کے چہرے کے تاثرات دیکھے تو لوگ کہنے لگے اے اللہ کے رسول عضبا تو پیچھے رہ گئی

آپ نے فرمایا کان حقا علی اللہ ان لا یرفع شیئا من الدنیا الا وضعہاللہ۔اللہ جس چیز کو بھی دنیا میں بلندی دیتا ہے بالآخر اسے نیچا بھی کر دیتا ہے" (۲۵)

۳۔جدعا

آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی ایک اونٹنی جدعا کے نام سے معروف تھی اس کے متعلق ابن منظور افریقی کا نقطہ نظر خاصہ قابل تعریف ہے کہ

کل ما قطع من طرف الاذن فھو جدع فاذا بلغ الربع فھو قصو فاذا جاوذوہ فھو عضب فاذا استوصلت فھو صلم(۲۶)

"یعنی ہر وہ جانور جس کے کان کو کچھ حصہ کٹا ہو وہ جدع ہے اور جو ایک چوتھائی کٹا ہو وہ قصو ہے اور جو اس سے بھی تجاوز کر جائے وہ عضب ہے اور جسکا کان جوڑا گیا ہو تو وہ صلم کہلاتا ہے۔"

مزید بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

رسول اللہ کی اونٹنی میں ایسا کچھ بھی نقص نہ تھا بلکہ یہ فقط آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی اونٹیوں کے لقب تھے اور اس بات کا عین احتمال ہے کہ یہ سب نام ایک ہی اونٹنی کے ہوں اور اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ نے حضرت علیؓ کو بھیجا اہل مکہ کے پاس کہ وہ انہیں سورہ براۃ کی تعلیم دیں اور وہ آپکی اونٹنی قصوا پر سوار تھے جبکہ حدیث جابر میں یہی واقعہ مذکور ہے وہاں ذکر ہے کہ آپ عضبا پر سوار تھے اور اسکے علاوہ ایک روایت میں ہے کہ آپ جدعا پر سوار تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی اونٹنی کے مختلف نام ہیں کیونکہ ان سب میں قضیہ ایک ہی ہے اور سب کی صفات کا تعلق کان ہی سے ہے بعض دوسری احادیث میں ہے کہ آپ کی ایک اونٹنی صلماء بھی تھی اور مخضرمہ نام کا بھی ذکر ملتا ہے" (۲۷)

۴۔ابو جہل کا اونٹ

حافظ ابن القیمؒ نے ایک آپ کی ملک میں آنے والے ایک ایسے اونٹ کا بھی تذکرہ کیا ہے جو ابو جہل کا تھا اور آپ ﷺ کو مال غنیمت میں بدر کے روز ملا اسکی نکیل میں ایک چاندی کا حلقہ تھا جو آپکو حدیبیہ کے روز پیش کیا گیا تاکہ مشرکین کو جلایا جائے (۲۸)

۵۔صہبا

رسول اللہ ﷺ کی اونٹیوں میں سے ایک قلیل الذکر اونٹنی کا بھی ذکر ملتا ہے جو صہبا نام سے جانی جاتی تھی چنانچہ حضرت قدامہ بن عمار الکوفی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صہبا نامی اونٹنی پر رمی جمرات کرتے دیکھا جسے نہ ہی ہانکا جاتا تھا نہ مارا پیٹا جاتا تھا نہ ہی برا بھلا کہا جاتا تھا (گویا صہبا بہت ہی مطیع و منقاد تھی) (۲۹)

۶۔دو ہیل اونٹنیاں

حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ میں پہلی آذان سے قبل باہر نکلا تو اسوقت رسول اللہ ﷺ کی دو ہیل اونٹنیاں (جنھوں نے قریب ہی بچہ جنا ہو) مقام ذی قرد میں چرائی جاتی تھیں مجھے عبد الرحمن بن عوفؓ کا غلام ملا اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کی دو ہیل اونٹنیاں ڈاکو ہنکا کر لے گئے ہیں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بنو غطفان کے تھے میں نے انکا پیچھا کیا وہ پانی پیتے ہوئے پائے گئے میں اشعار پڑھتے ہوئے ان پر تیر چلانے لگا کہ آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے میں اچھا تیر انداز تھا تیر نشانے پر لگا اور میں نے ان سے تیس چادریں بھی چھین لیں اس پر رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا گیا تو آپ نے فرمایا کہ

ابن اکوع تم مالک ہو گئے ہو اب نرمی برتو (۳۰)

گدھے

آپ حیوانات کے لیے بھی مجسم رحمت و برکت تھے نبی مہربان کی عظمت و برکت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس جانور کی پشت کو آپ کے مبارک وجود کا لمس حاصل ہوا وہ خود سراپا خیر و برکت بن گیا۔

ا۔ اہل قبا کا گدھا

حضرت عصمہ بن مالک خطمی فرماتے ہیں کہ آپ قبا کی طرف ہمارے پاس تشریف لائے جب آپ واپس لوٹنے لگے تو ہم آپ کے پاس ایک انتہائی سست رفتار گدھا لائے آپ سوار ہوئے تو ہم نے کہا اللہ کے رسول یہ لڑکا آپکے ساتھ جاتا ہے تاکہ جانور واپس لے آئے تو فرمایا جانور کا مالک زیادہ حق رکھتا ہے کہ وہ آگے سوار ہو تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صرف آپ ہی سوار ہوں پھر اسے ہماری طرف لوٹا دیں تو جب وہ گدھا ہماری طرف لوٹایا گیا تو اس قدر تیز ہو چکا تھا کہ اس کا مقابلہ ہی نہ کیا جاتا تھا(۳۱)

۲۔ یعفور گدھا

یعفور یا عفیر بھی رسول اللہ ﷺ کا مشہور سواری کے لئے استعمال ہونے والا گدھا تھا۔آپ حضرت سعد بن عبادہ ؓ کی عیادت کے لئے اسی پر سوار ہو کر گئے اور اسکو یہ نام اسکی تیزی رفتاری اور شدت کے باعث دیا گیا اسکے معنی مٹیالے رنگ کے ہیں جیساکہ صاحب لسان العرب نے لکھا ہے وھی الغبرۃ ولون التراب (۳۲)

یعفور آپکی ملک میں کیسے آیا اس پر ایک روایت ابن عساکرؒ (متوفی ۵۷۱ھ) نے بیان کی ہے:

ابو منظور بیان کرتے ہیں جب آپ نے خیبر فتح کیا تو مال غنیمت میں ایک سیاہ گدھا پایا جو پابہ زنجیر تھا آپ نے اس سے اور اس نے آپ سے کلام فرمایا آپ نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے وہ بولا یزید بن شہاب اللہ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کئے ہیں ان میں سے ہر ایک پر سوائے نبی کے کوئی سوار نہیں ہوا سوائے میرے کوئی باقی نہیں رہا اور سوائے انبیا میں آپ کے کوئی باقی نہیں میں ایک یہودی کے پاس تھا میں اسے جان بوجھ کر زمیں پر گرا دیتا وہ مجھے بھوکا پیاسا رکھتا اور مارتا پیٹتا آپ نے فرمایا تیرا نام آج سے یعفور ہے راوی بیان کرتے ہیں آپ اس پر سوار ہوتے اور جب نیچے تشریف لاتے تو اسے کسی شخص کی طرف بھیج دیتے جب وہ اس کے گھر جاتا تو سر سے دروازہ کھٹکھٹاتا تو اشارہ کرتا کہ رسول تمہیں بلاتے ہیں جب آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ گدھا ابو ہیثم بن تیہان کے کنویں پر آیا اور رسول کے غم میں خود کو اس کنویں میں گرا لیا اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا (۳۳)

افراس رسول ﷺ (گھوڑے)

گھوڑوں کی اہمیت ہر دور ہر علاقہ میں ماضی سے لیکر آج تک مسلمہ رہی ہے باوجود جدید ترین ذرائع آمد و رفت اختیار کرنے اور ہر طرح کے اسباب و ذرائع سے مسلح ہونے کے دنیا کی کسی بھی عسکری قوت کو آج تک گھڑ سواری کی اہمیت سے مجال انکار نہیں قرآن نے جہاں گھوڑے کو انسانی سفری حوائج کی تکمیل کے لئے بطور نعمت ذکر کیا ہے وہیں اسلام کے دشمنوں کی سرکوبی کے لئے امت اسلام کو ہمہ وقت گھوڑوں کی تربیت اور انکی دیکھ بھال پر عین رغبت دلائی ہے دین الٰہی کے غلغلہ اور دشمنوں کی ترھیب کیے لئے گھوڑوں کی تیاری کو نفع بخش بلکہ لازم قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

واعدو لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم وأخرین من دونھم

لاتعلمونھم اللہ یعلمھم(۳۴)

رسول مہربان نے بھی اس ارشاد کے تحت کہ ونواصیھا معقود فیھا الخیر (گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک خیر باندھ دی گئی ہے)امت کو گھوڑوں کی اہمیت سے روشناس کروایا ہے(۳۵) بلکہ کسی بھی جنگ کے موقع پر جب کبھی صحابہ پر خوف یا گھبراہٹ طاری ہوتی توآپ اپنے اصحاب کو یا خیل اللہ (اے اللہ کے گھوڑو یا گھڑ سوار بندو) کہ کر پکارتے تاکہ جراءت و پامردی کی روح پھونکی جائے(۳۶)

امام بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) رسول کریم کے زیر استعمال جانوروں کے اسماء کے حوالے سے حدیث لائے ہیں:

عن علی قال کان فرس رسول اللہ ﷺ یقال لھا مرتجز وبغلتہ یقال لھا دلدل وحمار یقال لھا عفیر وناقتہ القصوا(۳۷)

حافظ ابن القیم نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے کہ آپ کے زیر استعمال گھوڑوں کی تعداد جس پر اتفاق ہے وہ سات ہے البتہ اختلافی اقوال کے مطابق آپ کے پاس پندرہ گھوڑے اور بھی تھے(۳۸) متفقہ گھوڑوں میں سے سکب، لحیف، لزاز یا لزار، الظرب، مرتجز، ورد، سبحہ مشہور تھے(۳۹)

ا۔ سکب

سکب آپ کی ملک میں آنے والا سب سے پہلا گھوڑا تھا سکب لغت کے اعتبار سے کسی چیز کا تیز رفتاری سے بہنا یا چلنا کے معنوں میں مستعمل ہے عربی میں کہا جاتا ہے فرس سکب یعنی تیز رفتار، سبک اور پھرتیلا گھوڑا(۴۰)

سکب آپ نے ایک بدو سے دس اواق میں خریدا تھا سفید پیشانی والا، کھلتے ہوئے جسم والا، سیاہ آنکھوں اور رنگت سیاہی مائل۔(۴۱)

۲۔ لحیف

لحیف فعیل کے وزن پر ہے جو فاعل کے معنوں میں ہے لحیف اور لحاف رسول اللہ ﷺ کے دو گھوڑے تھے جبکہ حدیث میں لحیف نام گھوڑے کی دم کی لمبائی کے باعث ہے گویا وہ اپنی دم سے زمین کو ڈھانک دیتا تھا(۴۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ گھوڑا ہمارے باغ میں رہا کرتا تھا(۴۳) اسکا ایک لقب لخیف بھی مذکور ہے(۴۴)

۳۔ مرتجز

یہ مرتجز وہی گھوڑا تھا جو کہ آپ نے ایک بدو سے خریدا جسکی قیمت مقرر کرنے بعد وہ ادائیگی سے قبل اس قیمت میں بیچنے سے مکر گیا آپ نے فرمایا تم یہ گھوڑا مجھے بیچ چکے ہو وہ بولا آپ گواہ لائیں اس پر دیگر صحابہ بولے رسول اللہ سچ ہی کہتے ہیں مگر چونکہ نبی ﷺ کے پاس گواہ موجود نہ تھا اتنے میں حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ نکلے اور بولے میں گواہ ہوں آپ نے فرمایا تم کیسے گواہی دیتے ہو تو بولے بتصدیقاً تم یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے خوش ہو کر فرمایا خزیمہ کی گواہی دو کے برابر شمار ہو گی۔(۴۵)

۴۔ لزاز

رسول اللہ کے زیر استعمال ایسا گھوڑا تھا جسے یہ نام شدت رفتاری کے باعث دیا گیا(۴۶)

۵۔ حضرت ابو طلحہ انصاری کا گھوڑا مندوب

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے انسؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ مدینہ میں دشمن کا خوف طاری ہوا تو آپ نے حضرت ابو طلحہؓ سے ایک گھوڑا مستعار لیا جسے مندوب کہا جاتا تھا آپ اس پر سوار ہو کر گئے واپس تشریف لائے تو فرمایا

ہم نے کوئی چیز نہیں دیکھی اور فرمایا ہم نے یہ گھوڑا سمندر کی مانند پایا (۴۷)

بغل (خچر، دلدل)

خچر عرب میں معروف نہ تھا خچر آپکو ہدیہ ہی دیے گئے یہی وجہ ہے کہ جب آپکی خدمت میں ارسال کیا گیا تو حضرت علیؓ فرمانے لگے کہ اللہ کے رسول کیا ہم بھی اسی طرح گھوڑوں کو گدھوں پر نہ چڑھائیں (تاکہ خچر پیدا ہوں) تو فرمایا انما یفعل الذین لا یعلمون(۴۸)

آنجناب علیہ السلام کی سواریوں میں سے ایک خچر جسکا نام دلدل تھا جو کہ مقوقس مصر جو اسکندریہ اور مصر کا بادشاہ تھا نے آپکے دعوتی خط کے جواب میں آپکی خدمت میں ارسال کیا مقوقس مصر نے اپکے قاصد کا اعزاز واکرام کیا مگر اسلام نہ لایا جوابا خط لکھا اور، عمدہ کپڑے، دو لونڈیاں اور ایک خچر دلدل روانہ کیا یہ آپکی رحلت کے مابعد تک حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ تک باقی رہا(۴۹) یہ خچر آپکے سفر فتح مکہ میں بھی آپکے ہمرکاب تھا چنانچہ حضرت ابن عباسؓ آپ کے سفید دلدل پر سوار ہو کر نکلے اور اسی پر اپنے پیچھے ابو سفیان کو سوار کر لیا تاکہ رسول اللہ سے سے ابو سفیان کے لئے امان طلب کر لیں(۵۰) غزوہ حنین کے موقع پر بھی آپ اسی خچر پر سوار کہ جب اسلامی لشکر پر دشمن کی طرف سے اچانک تیروں کا پر زور حملہ ہوا مگر آپ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے خچر کو ایڑ لگاتے ہوئے دشمن کی طرف بے جگری سے بڑھ رہے تھے یہ فرماتے ہوئے انا النبی لا کذب۔انا ابن عبد المطلب ابو سفیان بن حارث نے آپکے دلدل کی لگام تھامی اور اسے روک رہے تھے کہ یہ مبادا دشمن کی طرف نہ جا پہنچے (۵۱)

۱۔حاکم ایلہ کا ہدیہ کردہ خچر

جنوب عرب میں موجود ایک علاقہ ایلہ نامی موجود تھا یہ خچر یہاں کے حکمران ایلہ کی طرف سے آپکی جانب عطیہ بھیجا گیا جس کا پس منظر کچھ یوں ہے :

علامہ ابن سعد (متوفی ۱۵۷ھ) نے الطبقات الکبریٰ میں لکھا ہے :

> اہل روم و غسان کی جنگ کی تیاریوں کی تیاریوں اور لاکھوں افراد کے لشکر کی چڑھائی کی خبر پا کر آپ ﷺ مسلمانوں کو تبوک کی طرف روانگی کا حکم دیا۔اہل روم تو مقابلہ کے لئے نہ آئے البتہ یہاں سے قریبی علاقہ ایلہ کے حاکم یوحنا بن روبہ نے آپ کی خدمت میں حاظر ہو کر جزیہ کی ادائیگی کرنا منظور کر کے صلح کر لی اس کے بعد یوحنا نے آپکی خدمت میں خچر کا ھدیہ عطا کیا جوابا آپ نے اسے ایک قیمتی ردا عطا فرمائی۔(۵۲)

۲۔فضہ (گورنر قیصر کا ہدیہ کردہ خچر)

علاہ ابن قیم (متوفی ۱۵۷ھ) نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے:

فروہ بن عمرو جزامؓ ی کے پاس آپ نے اسلام کا دعوت نامہ ارسال کیا ایک قول یہ بھی ہے کہ دعوت نہیں بھیجی کیونکہ وہ قیصر کی طرف سے گورنر تھا ، مسلمان ہوا اور اسلام کی قبولیت کا اطلاع نامہ سعد بن سعود کے ہاتھ بمعہ ایک عمدہ قیمتی خچر کے ارسال کیا جو فضہ کے نام سے مشہور تھا اور ایک گھوڑا بھی جو الضرب کے نام سے جانا جاتا تھا (۵۳)

عصر حاضر اور اسوہ رسول ﷺ

رسول کریم کی ذات گرامی کا بلاشبہ ہر پہلو ہر زاویہ سے امت کے لئے تا قیامت شاندار اسوہ کی حیثیت رکھتا ہے مختلف سواریوں کے احوال کے تذاکرے کے بعد جو حقایق مترشح ہوتے ہیں وہ کچھ یوں ہیں۔

۱۔رسول کریم نے اپنے وقت اور دور کے مطابق ضروریات زندگی سے متعلق تمام تر جدید ذرائع سے استفادہ کیا خواہ انکا تعلق

آمد و رفت سے ہو، مواصلات سے ہو یا کسی بھی چیز سے جہاں شارع کی طرف سے کوئی ممانعت وارد نہیں ہوئی آپ نے ان تمام امور کو مباح ہی گردانا یہی امر شریعت اسلامیہ کی وسعت نظری اور صداقت پر صریح دلالت کرتا ہے۔

۲۔ آپ نے ان تمام ذرائع اور وسائل کو نہ صرف استعمال کیا بلکہ انکو اپنانے کی تلقین، جانوروں کی تعریف و توصیف ،والہانہ وابستگی کا اظہار کیا مثلاً حضرت ابو طلحہ انصاریؓ گھوڑے کی سبک رفتاری کی تعریف کی یہ کہتے ہوئے کہ انا وجدناہ لبحرا کہ ہم نے اسے شاندار تیز رفتار پایا (۵۴)

۳۔ جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر تیار کئے جانے والے جانوروں کی حفاظت اور ہمہ وقت تیار رکھنے کی زبردست ترغیب دلائی اس پر خطیر اجر و ثواب بیان کیا قران و سنت میں اس حوالے سے بہت سے صریح شواہد موجود ہیں

۴۔ جانوروں کے معاملات نبی رحمت ﷺ نے انتہائی مشفقانہ سلوک کرنے، ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنے، کام لینے اور مناسب حد تک خدمت نہ کرنے پر سخت تہدید کی حتیٰ کہ ایک شکایت کناں اونٹ کو دیکھ کر اسکے مالک کو طلب فرمایا اور اسے اسکے معاملے میں اللہ سے ڈرنے کی تلقین کی۔

۴۔ اللہ رب العزت کا سفر معراج کے لئے گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جانور (براق) بھجوانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ منشا الٰہی یہ ہے دور حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ چیزوں کا استعمال ہی مشروع اور پسندیدہ ہے وگرنہ جبریل کوئی اور ذریعہ سفر بھی معراج کے لئے اختیار کر سکتے تھے۔

۵۔ عصر حاضر میں گھڑ سواری جیسی نعمت سے آج بھی کسی کو مجال انکار نہیں دنیا کا کوئی بھی ایسا ملک نہیں جہاں فوج میں آج بھی گھڑ سواری کی تربیت نہ دی جاتی ہو یہی بات فرمان نبوی ﷺ کی صداقت پر دال ہے کہ گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لئے خیر رکھ دی گئی ہے۔(۵۵)

حوالہ جات و حواشی

(۱) النحل ۶/۱۶، ۵

(۲) ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، جلد ۱۳ ص ۶۴۔ رقم ۵۷۵۳ موسسۃ الرسالۃ، بیروت

(۳) حاکم، ابو عبداللہ محمد، المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث، رقم ۸۳۴۶، دار الفکر، بیروت ۱۳۹۸ھ

(۴) الزخرف، ۴۳/۱۴، ۱۳

(۵) ابو داود، کتاب لجھاد، باب ما یقول الرجل اذا رکب رقم الحدیث ۲۶۰۲ دار السلام، لاہور۔ ۲۰۰۶

(۶) ابن کثیر، ابو الفدا عماد الدین، النھایہ فی الفتن والملاحم فصل فی ذکر الصراط غیر ما ذکر آنفا من الاحادیث ص۔ ۳۱۳ دار لتقویٰ للنشر والتوزیع قاہر مصر۔ ۲۰۰۲

(۷) البقرہ، ۲/۲۰

(۸) الزاوی، احمد طاہر ترتیب القاموس المحیط علیٰ طریقۃ مصباح المنیر واساس البلاغہ۔ ص۔ ۲۵۵ جز اول دار لکتب العلمیہ بیروت ۱۳۹۹ھ

(۹) بخاری، مختصر صحیح بخاری -کتاب مناقب الانصار باب المعراج حدیث ۱۵۸۹ دار الکتب السّلفیہ لاہور ۲۰۰۴

(۱۰) الدمیری محمد بن موسیٰ، کمال الدین، حیات الحیوان الکبریٰ، الجز الاول، ص۔۳۶۵ طبعہ اولیٰ، دار البشایر لطباعہ والنشر والتوزیع، ۱۴۲۶
(۱۱) ابن حبان ابو حاتم ،محمد بن حبان -کتاب الاسرار باب استصعاب البراق عند ارادۃ رکوب النبی جلد۔ا ص۲۰۹ موسسہ الرسالہ، بیروت
(۱۲) حاکم، ابوعبداللہ محمد، المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث ،حدیث رقم ۸۳۴۶، دار الفکر، بیروت ۱۳۹۸
(۱۳) ابن حبان ابو حاتم ،محمد بن حبان -کتاب الاسرار باب رکوب المصطفیٰ البراق، جلد ا ص ۲۰۸۔ موسسہ الرسالہ، بیروت
(۱۴) الدمیری محمد بن موسیٰ، کمال الدین، حیات الحیوان الکبریٰ، الجز الاول، ص ۳۹۴ طبعہ اولیٰ، دار البشایر لطباعہ والنشر والتوزیع، ۱۴۲۶۔ اگرچہ دمیری کا یہ قول محل نظر ہے اسلیے کہ نبی مہربان کا حرب و قتال کوئی عار نہیں بلکہ آپ کی صفات میں ایک نام نبی الملحمہ ہے یعنی حرب و قتال کا نبی
(۱۵) ابن حبان، کتاب الاسراء باب زکر البیان بان جبریل شد البراق بالصخرہ جلد اول ص ۲۱۰ موسسہ الرسالہ، بیروت
(۱۶) الدمیری محمد بن موسیٰ، کمال الدین، حیات الحیوان الکبریٰ، الجز الاول، ص ۳۹۵ طبعہ اولیٰ، دار البشایر لطباعہ والنشر والتوزیع، ۱۴۲۶
(۱۷) ابن منظور افریقی۔لسان العرب۔مادہ قصا۔ جلد ۵۔ ص ۲۳۵۸ دار المعارف
(۱۸) ابن سعد ،طبقات ابن سعد ص ۲۴۴ مترجم عبداللہ العمادی، نفیس اکیڈمی ،اردو بازار، کراچی
(۱۹) ایضا ص ۶۴۱۔
(۲۰) الدمیری محمد بن موسیٰ، کمال الدین، حیات الحیوان الکبریٰ، الجز الاول، ص ۳۹۳ طبعہ اولیٰ، دار البشایر لطباعہ والنشر والتوزیع، ۱۴۲۶
(۲۱) ابن القیم ،زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ،فصل فی دوابہ جلد اول ص ۱۳۳۔ طبعہ ثامنہ موسسہ الرسالہ ۱۴۰۵ھ
(۲۲) الزاوی، احمد طاہر ترتیب القاموس المحیط علیٰ طریقۃ مصباح المنیر واساس البلاغہ۔ ص۔۲۴۴ جز اول دار لکتب العلمیہ بیروت ۱۳۹۹ھ
(۲۳) ابن منظور، لسان العرب۔مادہ عضب جلد ۴۔ ص ۲۹۸۲ دار المعارف
(۲۴) سنن ابو داود ،باب النذر فیما لا یملک ح ۳۳۱۶ دار السلام لاہور ۲۰۰۴
(۲۵) البیہقی، احمد بن حسین ابن علی، السنن الکبریٰ، کتاب السبق الرمی، باب ما جاء فی تسمیی البھائم ص۔۲۵ جلد ۱۰ ۔طبعہ اولیٰ ۱۳۵۵ھ۔
(۲۶) ابن منظور افریقی، لسان العرب۔مادہ قصا۔ جلد ۵۔ ص۔ ۳۶۵۸ دار المعارف۔
(۲۷) ایضا
(۲۸) ابن القیم ،زاد المعاد فی ھدی خیر العباد۔ جلد ا۔ ص ۱۳۳ موسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۵ھ
(۲۹) بغوی، حسین بن مسعود، الانوار فی شمائل البنی المختار موسوم بہ شمائل بغوی مترجم عابد عمران، باب فی ذکر ناقتہ ،حدیث ۹۲۴۔ ص ۶۴۵، کرمانوالہ بک شاپ اوکاڑہ
(۳۰) محولہ بالہ حدیث ۹۲۶ ص ۶۴۶
(۳۱) طبرانی، سلیمان بن احمد ،معجم الاوسط جلد ۷ حدیث ۲۵۳۶ مترجم عبد الصمد ریالوی انصار السنۃ پبلیکیشنز لاہور ۲۰۰۴
(۳۲) ابن منظور، لسان العرب۔مادہ عفر جلد ۴۔ ص ۳۰۱۳ دار المعارف

(۳۳) ابن منظور افریقی، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد ۲۵۔ ۲۶۴ دار الفکر لطباعہ العلمیہ دمشق۔ طبعہ اولیٰ ۱۴۰۹ھ

(۳۴) الانفال ۸/۶۰

(۳۵) ابو داود، کتاب الجهاد ،باب فی کراهية جز نواصی الخيل واذنابها۔ ح ۲۵۴۳ دار السلام۔ لاہور

(۳۶) ابو داود۔ کتاب الجهاد ،باب فی النداء عند النفير يا خيل الله ح۔ ۲۵۴۴ دار السلام، لاہور

(۳۷) البیہقی، احمد بن حسین ابن علی،السنن الکبریٰ، کتاب السبق الرمی،باب ما جاء فی تسمية البهائم ص۔ ۲۵ جلد ۱۰۔ طبعہ اولیٰ ۱۳۵۵ھ۔

(۳۸) ابن القیم،زاد المعاد فی هدی خير العباد فصل فی دوابه جلد ۱) ص ۱۳۳ موسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۵ھ

(۳۹) ایضا

(۴۰) کیرانوی، وحید الزمان،القاموس الوحید، مادہ س ک ب ص ادارہ اسلامیات لاہور

(۴۱) ابن القیم،زاد المعاد فی هدی خير العباد۔ جلد ۱۔ ص ۱۳۳ موسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۵ھ

(۴۲) ابن منظور، افریقی۔لسان العرب،مادہ لحف۔ جلد ۵۔ ص ۴۰۰۹ دار المعارف

(۴۳) بغوی، حسین بن مسعود،الانوار فی شمائل البنی المختار موسوم به شمائل بغوی مترجم عابد عمران،باب فی ذکر خیله ورجله حدیث ۹۰۴ ص ۶۳۴ کرمانوالہ بک شاپ اوکاڑہ

(۴۴) البیہقی، احمد بن حسین ابن علی،السنن الکبریٰ، کتاب السبق الرمی،باب ما جاء فی تسمية البهائم ص۔ ۲۵ جلد ۱۰۔ طبعہ اولیٰ ۱۳۵۵

(۴۵) سعید انصاری، سیر الصحابه، جلد ۳ ص۔ ۳۱۴ دار الاشاعت، کراچی ۲۰۰۴

(۴۶) ابن منظور، افریقی۔لسان العرب۔ مادہ لزز جلد ۵ ص۔ ۴۰۲۷ دار المعارف

(۴۷) بغوی، حسین بن مسعود،الانوار فی شمائل البنی المختار موسوم به شمائل بغوی مترجم عابد عمران،باب فی ذکر خیله ورجله حدیث ۹۰۴ ص ۶۳۴ کرمانوالہ بک شاپ اوکاڑہ

(۴۸) ابو داود، باب کرا هية الحمر تنزى على الخيل ح ۲۵۶۵ دار السلام، لاہور

(۴۹) ابن القیم،زاد المعاد فی هدی خير العباد، جلد ۳ ص۔ ۶۱ موسسۃ الرسالہ، بیروت ۱۴۰۵ھ

(۵۰) مبارکپوری، صفی الرحمان،الرحیق المختوم۔ ص ۵۴۴۔ المکتبۃ السّلفیہ۔ لاہور

(۵۱) ایضا ص ۵۶۵

(۵۲) ابن سعد،الطبقات الکبریٰ ۔ مترجم عبد اللہ لعمادی جلد ۳ ص ۱۶۶۸ نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی،

(۵۳) ابن القیم،زاد المعاد فی هدی خير العباد، جلد ۳ ص۔ ۱۴۲ موسسۃ الرسالہ، بیروت ۱۴۰۵ھ

(۵۴) البیہقی، احمد بن حسین ابن علی،السنن الکبریٰ، کتاب السبق الرمی،باب ما جاء فی تسمية البهائم ص۔ ۲۵ جلد ۱۰۔ طبعہ اولیٰ ۱۳۵۵ دار المعرفہ، بیروت

(۵۵) ابن حبان، صحیح ابن حبان۔ باب الخیل، ذکر اثبات الخیر فی ارتباط الخیل جلد ۸۔ ص ۸۸ موسسۃ الرسالۃ بیروت۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆